1999] سپریم کورٹ رپوٹس1.S.C.R]

ازعدالت عظمی

وقف بورڈ آندھرا پردیش

سیکرٹیری کی طرف سے نمائندہ

بنام

بیراداوولو رامن ریڈی

19اگست 1999

[ایس۔بی۔محمدراوریو۔سی۔بینرجی،جسٹسز]

مسلم قانون—وقف—عوامی وقف(حدمیں توسیع)ایکٹ،1959—دفعہ 2:3—غیرمنقولہ جائیداد کے قبضے کی وصولی کے لیے حد کی مدت میں توسیع کا التزام—اس پر لاگو ہونے کے لیے، حد کی توسیعی مدت دستیاب ہے جہاں دعویٰ جائیداد عوامی وقف سے تعلق رکھتی ہے—اپیل کنندہ کی دفعات سے مانگی گئی زمین کا قبضہ، جو کہ خدمت امام کی وجہ سے مسجد میں پیشوا کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کے لیے پیش کی گئی زمین ہے، اسے عوامی وقف نہیں مانا جا سکتا—حد کے وقت میں توسیع، جو اپیل کنندہ کے لیے دستیاب نہیں ہے۔وقف ایکٹ،1954—دفعہ 3(1)۔

حدبندی:

حدبندی ایکٹ،1963—آرٹیکل 96—حدبندی ایکٹ،1908—آرٹیکل 134بی میں آرٹیکل 96کے ساتھ معمولی ترمیم کے ساتھ—زیر اطلاق حد کی مدت—منعقد، جہاں مقدمہ پچھلے منیجر کی طرف سے الگ کی گئی جائیداد کے قبضے کی وصولی سے متعلق ہے—موجودہ معاملے میں پیس امام کی طرف سے علیحدگی کو مسجد کے پچھلے منیجر کی طرف سے علیحدگی نہیں کہا جا سکتا—اپیل کنندہ کی طرف سے دائر مقدمہ حد سے روک دیا گیا ہے۔

وقف ایکٹ،1954—دفعہ 66جی—محدودیت کی مدت، جس کے تحت محدودیت کی مدت مقرر کی گئی ہے، اپیل کنندہ کو محدودیت کی مدت میں توسیع حاصل کرنے کے لیے دستیاب نہیں ہے کیونکہ موجودہ مقدمہ اس کے نفاذ سے پہلے دائر کیا گیا تھا۔

پیچیش امام کو مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے زمین کا ایک خاص ٹکڑا دیا گیا۔مذکورہ زمین مسجد کے پیچیش امام نے این کو 22—4— 1952 پر فروخت کی تھی جس نے بدلے میں یہ زمین ایم کو 4—7— 1962 پر فروخت کر دی۔ایم نے مزید زمین اپنے بیٹے جے کو 29—3— 1966 پر فروخت کر دی جس نے پھر مذکورہ زمین موجودہ مدعا علیہ/مدعا علیہ کو 20—8— 1971 پر 15000 روپے میں فروخت کر دی۔

اپیل کنندہ بورڈ نے ضلع جج کے سامنے 17-1-1973 پر مذکورہ زمین پر قبضے کے لیے مقدمہ دائر کیا جس کی اجازت دی گئی۔تاہم، اپیل میں، عدالت عالیہ نے مذکورہ مقدمہ خارج کر دیا۔لہذا، موجودہ اپیل۔

اپیل کنندہ کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ عدالت عالیہ نے یہ نظریہ اختیار کرنے میں غلطی کی کہ مقدمہ حد سے روک دیا گیا تھا۔مذکورہ دلیل کی حمایت میں پبلک وقف (حد میں توسیع) ایکٹ 1959 کی دفعہ 3، حد بندی ایکٹ 1963 کی دفعہ 96اور وقف ایکٹ 1954 کی دفعہ 66جی پر انحصار کیا گیا۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے عدالت۔

منعقد 1.1: پبلک وقف (حد میں توسیع) ایکٹ، 1959 کے دفعہ 2 میں، جیسا کہ اس کے دفعہ 3 کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، پبلک وقف کی تعریف کی واضح زبان پر یہ نتیجہ ناگزیر ہوجاتا ہے کہ اپیل کنندہ کے لیے وقت میں توسیع دستیاب نہیں ہوگی۔توسیعی قانون کی دفعہ 3 پر محض ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر یہ پایا جائے کہ مدعا علیہ سے مانگی گئی زمین کا قبضہ عوامی وقف کا ہے تو اس سے کوئی فائدہ ہوگا۔یہ واضح ہے کہ دعویٰ جائیداد یہاں تک کہ اگر وقف ایکٹ 1954 کے مطابق وقف ایکسٹینشن ایکٹ کے مطابق "پبلک وقف" کی تعریف کے دائرے میں نہیں تھا جس میں ملازمت گرانٹس کو پبلک وقف نہیں سمجھا جاتا ہے۔[634-C؛635-C،D ؛ B-C-635]

1.2۔حد بندی ایکٹ، 1963 کے آرٹیکل 96 کے تحت بارہ سال کی مدت ڈیوٹی میں شامل متحرک یا غیر منقولہ جائیداد کے قبضے کے لیے مقدمہ دائر کرنے کے لیے دستیاب ہوسکتی ہے جو موت کی تاریخ، استعفی یا منتقلی کرنے والے کو ہٹانے یا مدعی کی بطور منیجر تقرری کی تاریخ سے ہو، جو بھی بعد میں فراہم کیا جائے، مدعی پچھلے منیجر کے ذریعے قیمتی غور کے لیے علیحدگی کو چیلنج کرتا ہے۔موجودہ اپیلینٹ بورڈ اس وقت تشکیل پایا جب بورڈ ریاست آندھرا پردیش میں 4-3-1961 پر وجود میں آیا۔یہاں تک کہ اگر ایسا ہے، اور اس تاریخ سے 12 سال کی مدت شمار کی جاتی ہے، تو مقدمے کی نوعیت ایسی ہونی چاہیے کہ مدعی کو اس میں پچھلے منیجر کی طرف سے الگ کی گئی جائیداد پر قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ 1952 میں پیش امام کی طرف سے علیحدگی کو مسجد کے سابقہ مینیجر کی طرف سے قیمتی غور وفکر کے لیے علیحدگی نہیں کہا جا سکتا۔لہذا، نہ تو حد بندی ایکٹ، 1963 کا آرٹیکل 96اور نہ ہی پہلے کے حد بندی ایکٹ، 1908 کا آرٹیکل 134بی، جو کہ آرٹیکل 96 کے ساتھ معمولی ترمیم کے ساتھ متوازی مواد ہے، اپیل کنندہ کے لیے کسی طرح کی مدد کا باعث بن سکتا ہے۔ان دونوں آرٹیکلز کا تقاضہ یہ ہے کہ اعتراض شدہ علیحدگی کو پچھلے مینیجر کے ذریعے نافذ کیا جانا چاہیے۔ناگزیر نتیجہ یہ ہے کہ اپیل کنندہ کی طرف سے دائر کیے گئے مقدمے کو حد سے روک دیا جانا چاہیے۔

1.3۔وقف ایکٹ 1954 کی توضیعات 66جی کے تحت وقف جائیدادوں کی وصولی کے لیے 30 سال کی حد سے متعلق التزام اپیل گزار کے لیے حد کی مدت میں توسیع حاصل کرنے کے لیے دستیاب نہیں ہے کیونکہ مذکورہ دفعات صرف 1984 میں نافذ کی گئی تھیں جبکہ موجودہ مقدمہ 1973 میں دائر کیا گیا تھا۔[637-بی-ڈی]

2۔ پبلک وقف (حد میں توسیع) ایکٹ، 1959 کے دفعہ 2 میں" پبلک وقف" کی اصطلاح کی تعریف کی گئی ہے جس کا مطلب ہے کہ اسلام قبول کرنے والے شخص کی طرف سے کسی بھی غیر منقولہ جائیداد کو کسی بھی مقصد کے لیے مستقل طور پر وقف کرنا جسے مسلم قانون نے عوامی مقصد، مذہبی یا خیراتی نوعیت کے طور پر تسلیم شدہ ہے۔ اس بات متدعویہ نہیں کیا جاسکتا کہ زیر بحث زمین جو 1952 میں پیش امام نے فروخت کی تھی وہ خدمت امام کی زمین تھی جو انہیں مسجد میں پیش امام کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کے لیے دی گئی تھی۔ یہ براہ راست مسجد کے لیے وقف نہیں تھا۔ لہذا پبلک وقف کی تعریف کے مطابق دعویٰ جائیداد کے ملازمت گرانٹ ہونے کی وجہ سے اسے پبلک وقف نہیں مانا جاسکتا۔ [E، D،C–634]

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1989: کی دیوانی اپیل نمبر3568۔ 1979 کے اے نمبر 62 میں آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے 11.3.88 کے فیصلے اور حکم سے

اپیل کنندہ کے لیے انیس احمد خان

مدعاعلیہ کے لیے آر وینو گو پال ریڈی، بی کانتا راؤ اور مس سدھا گپتا۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ایس۔ بی۔ مجمدار، جسٹس۔ وقف بورڈ آندھرا پردیش، ہمارے سامنے اپیل کنندہ نے آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے دو نفری بینچ کے اس فیصلے کو چیلنج کیا ہے جس میں مدعاعلیہ– مدعاعلیہ کی اپیل کی اجازت دی گئی ہے اور اپیل کنندہ– وکف بورڈ کے مقدمے کو مسترد کر دیا گیا ہے۔

دعویٰ جائیداد آندھرا پردیش کے نیلور ضلع کے نیلور ٹاؤن میں واقع 1/2 48 فصید زمین پر مشتمل ہے۔ اپیل کنندہ بورڈ نے بطور مدعی 17.1.1973 پر عدالت کے فاضل ضلع جج، نیلور میں مقدمہ دائر کیا۔

اپیل کنندہ کا مختصر مقدمہ یہ تھا کہ دعویٰ جائیداد وکف ہے اور یہ ایک امام کی زمین ہے جو اس وقت کے پیشوا امام کو مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے دی گئی تھی جسے عام طور پر بدروالدین علی خان مسجد کی عباس آل خان مسجد یا نیلور ٹاؤن کے بگ بازار میں واقع مصطفی علی خان مسجد کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کہ مذکورہ زمین مسجد کے اس وقت کے پیس امام، ایک گھوش صاحب نے ایک نور محمد کو 24.4.1952 پر فروخت کی تھی۔ ظاہر ہے، نور محمد نے اس تاریخ سے زیر بحث زمین پر قبضہ کر لیا تھا۔ مذکورہ نور محمد نے وہی زمین 4.7.1962 پر ایک میتھیو کو فروخت کر دی۔ میتھیو نے اپنی طرف سے جائیداد اپنے بیٹے جیکب کو 29.3.1966 پر فروخت کر دی اور جیکب نے پھر مذکورہ جائیداد موجودہ مدعاعلیہ کو 15,000 لاکھ روپے 1971-8-20 میں فروخت کیے۔ اپیل کنندہ بورڈ نے مذکورہ بالا مقدمہ دائر کر کے مذکورہ علیحدگی کو چیلنج کیا۔

دوسروں کے درمیان، مدعا علیہ کی طرف سے پیش کردہ دفاع میں سے ایک یہ تھا کہ مقدمہ حد سے روک دیا گیا تھا۔ فاضل ٹرائل جج نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ سوٹ کی زمین سروس امام کی زمین تھی جسے گھوش صاحب نے الگ کر دیا تھا جو مسجد کے پیش امام تھے۔ اسے ایک ایسا شخص سمجھا جا سکتا تھا جس نے غیر قانونی طور پر وقف کی جائیداد کو ٹھکانے لگا دیا تھا۔ مدعی بورڈ کی طرف سے سود میں اپنے تازہ ترین جانشین کے ہاتھوں سے قبضہ کے لیے دائر مقدمہ حد بندی ایکٹ 1963 کے آرٹیکل 96 کے ساتھ ساتھ پبلک وقف (حدود میں توسیع) ایکٹ 1959 (اس کے بعد ایکسٹینشن ایکٹ کہا جائے گا) کے دفعہ 3 کی روشنی میں وقت کے اندر کہا جا سکتا ہے۔ نتیجتاً، مدعا علیہ کا واحد دفاع کہ مقدمہ حد سے روک دیا گیا تھا اور مدعا علیہ قبضہ مخالفانہ میں تھا، کو مسترد کر دیا گیا اور مدعا علیہ کے خلاف قبضہ کا فرمان منظور کیا گیا۔ مدعا علیہ نے اپیل میں معاملہ اٹھایا۔ عدالت عالیہ کے ڈویژن بینچ نے اپنے متنازعہ فیصلے کے ذریعے یہ نظریہ اختیار کیا کہ مقدمہ حد سے روک دیا گیا تھا اور اس کے نتیجے میں اپیل کی اجازت دی گئی اور مقدمہ خارج کر دیا گیا۔ آئین ہند کے آرٹیکل 136 کے تحت اپیل کرنے کی خاص اجازت اجازت حاصل کرنے سے متعلق موجودہ اپیل میں اپیل کنندہ بورڈ اس طرح ہمارے سامنے ہے۔

اس اپیل کی حمایت میں، اپیل کنندہ کے وکیل نے پیش کیا کہ عدالت عالیہ نے یہ نظریہ اختیار کرنے میں غلطی کی تھی کہ مقدمہ حد سے روک دیا گیا تھا۔ اپنی دلیل کی حمایت میں، انہوں نے پہلی بار توسیعی قانون کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی۔ مذکورہ ایکٹ کا دفعہ 3 درج ذیل ہے:۔

"3۔ جہاں کوئی شخص جو بھارتیہ حد بندی ایکٹ، 1963 کے آرٹیکل 142 یا فرسٹ گوشوارہ کے آرٹیکل 144 میں مذکور تفصیل کا مقدمہ دائر کرنے کا حقدار ہے، کسی عوامی وکف کا حصہ بننے والی کسی غیر منقولہ جائیداد یا اس میں کسی بھی مفاد کے قبضے کے لیے، 14 اگست 1947 کے بعد کسی بھی وقت، اور مئی 1954 کے 7 ویں دن سے پہلے، یا، جیسا بھی معاملہ ہو، ملکیت بند کر دی گئی ہو، تو عوامی وکف کا حصہ بننے والی غیر منقولہ جائیداد کی وصولی کے لیے بعض صورتوں میں حدود کی مدت میں توسیع۔ اس طرح کے مقدمے میں مدعا علیہ مذکورہ مدت کے دوران کسی بھی وقت ایسے شخص کے خلاف ہو گیا ہے، پھر مذکورہ ایکٹ میں کچھ بھی شامل ہونے کے باوجود، اس طرح کے مقدمے کے سلسلے میں حد کی مدت 31 دسمبر 1970 تک بڑھ جائے گی۔

ریاست آندھرا پردیش میں اس کی درخواست میں، ریاستی ترمیم کے ذریعے، مدت میں وقتاً فوقتاً توسیع کی گئی تھی اور 1980 کے اے پی ایکٹ 10، ایس 2 کے ذریعے مذکورہ مدت کو مزید بڑھا دیا گیا تھا جس کا اثر 31.12.1979 سے 31.12.1981 تک تھا۔ فریقین کے درمیان یہ تنازعہ نہیں ہے کہ متعلقہ وقت پر جب 1973 میں مقدمہ دائر کیا گیا تھا تو مذکورہ مدت 31.12.1972 تک بڑھا دی گئی تھی۔

توسیعی قانون کے دفعہ 3 پر محض ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر یہ پایا جائے کہ مدعا علیہ سے مانگی گئی زمین کا قبضہ کسی عوامی وکف کا ہے تو اس سے کوئی فائدہ ہوگا۔ مذکورہ ایکٹ کے دفعہ 2 میں عوامی وقف کی اصطلاح کی تعریف اس شخص کے ذریعہ کسی بھی غیر منقولہ جائیداد کو کسی بھی مقصد کے لیے مستقل طور پر وقف کرنے کے لیے کی گئی ہے جسے مسلم قانون مقدس، مذہبی یا خیراتی نوعیت کے عوامی مقصد کے طور پر تسلیم شدہ ہے۔ اس بات متدعویہ نہیں کیا جا سکتا کہ زیر بحث زمین جو 1952 میں پیش امام، گھوش صاحب نے فروخت کی تھی، وہ خدمت امام کی زمین تھی جو انہیں مسجد میں پیش امام کے طور پر خدمات انجام دینے کے لیے دی گئی تھی۔ یہ براہ راست مسجد کے

لیے وقف نہیں تھا۔لہذا، پبلک وقف کی تعریف کے مطابق دعویٰ جائیداد کے ملازمت گرانٹ ہونے کے ناطے اسے پبلک وقف نہیں مانا جاسکتا۔اس سلسلے میں وقف کی تعریف کا حوالہ دینا منافع بخش ہے جیسا کہ وقف ایکٹ 1954 میں پایا گیا ہے۔مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 3(1) کے مطابق وقف کی تعریف درج ذیل ہے۔

"3(1) وقف کا مطلب ہے اسلام قبول کرنے والے شخص یا کسی دوسرے شخص کی طرف سے کسی ایسی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کو مسلم قانون کے ذریعہ پاک، مذہبی یا خیراتی کے طور پر تسلیم شدہ کسی مقصد کے لیے مستقل طور پر وقف کرنا اور اس میں شامل ہیں :

(i) صارف کی طرف سے وقف لیکن اس طرح کے وقف صرف اس وجہ سے وقف نہیں رہیں گے کہ صارف اس طرح کے سیسر کی مدت سے قطع نظر بند ہو گیا ہے۔

(ii) گرانٹس (بشمول مشرت الخدمت، معفیوں، خیراتی، قاضی خدمات، کسی بھی مقصد کے لیے مدد ماش جسے مسلم قانون مقدس، مذہبی یا خیراتی قرار دیتا ہے؛اور

(iii) ایک وکف الالد؛۔۔۔۔"

مذکورہ تعریف سے پتہ چلتا ہے کہ کم از کم 1964 سے جب ذیلی شق (ii) کو اس کی دفعہ 3(1) میں تعریف میں شامل کیا گیا تھا، مشرت الخدمت سمیت گرانٹس کو بھی وقف کا حصہ سمجھا جاتا تھا۔اس سوال کے علاوہ کہ کیا 1954 کے ایکٹ میں وقف کی تعریف کو توسیعی ایکٹ کے تحت عوامی وکف کی تعریف کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے، 1952 میں جب پیسہ امام کی طرف سے پہلی علیحدگی ہوئی تھی، یہاں تک کہ یہ تعریف بھی مذکورہ لین دین کو پورا کرنے کے لیے دستیاب نہیں تھی۔لیکن یہاں تک کہ اس بنیاد پر آگے بڑھتے ہوئے کہ مقدمے کی تاریخ پر، وقف ایکٹ 1954 کے مطابق وقف کی تعریف خدمت میں ڈالنے کے لیے دستیاب تھی، اس نے صرف مشرت الخدمت یعنی خدمت انجام دینے کے لیے گرانٹ کو وقف سمجھا۔توسیعی قانون کے مطابق جائیداد عوامی وقف کی ہونی چاہیے نہ کہ محض وقف کی اس سے پہلے کہ اس کی دفعہ 3 کو حدود کی مدت میں توسیع کے لیے استعمال کیا جاسکے۔نتیجتا، پبلک وکف کی تعریف کی ایکسپریس زبان پر جیسا کہ ایکسٹینشن ایکٹ کے دفعہ 2 میں اس کے دفعہ 3 کے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ نتیجہ ناگزیر ہو جاتا ہے کہ اپیل کنندہ کو زیر بحث علیحدگی کو چیلنج کرنے کے لیے وقت کی توسیع دستیاب نہیں ہوگی۔یہ واضح ہے کہ دعویٰ جائیداد یہاں تک کہ اگر وقف ایکٹ 1954 کے مطابق کوئی وکف توسیعی ایکٹ کے مطابق عوامی وقف کی تعریف کے دائرے میں نہیں تھا جس میں سروس گرانٹ کو عوامی وقف نہیں سمجھا جاتا ہے۔ہمارے مذکورہ بالا نتیجے کے پیش نظر ہمارے لیے دوسرے سوال کا جائزہ لینا ضروری نہیں ہے کہ آیا توسیعی قانون اپیل گزار کے وکیل کو پونگل کی تعطیلات کی وجہ سے دائر کیے گئے مقدمے کو حد کے اندر کرنے میں کوئی مدد کرسکتا تھا جس کے دوران آندھرا پردیش میں دیوانی عدالتیں بند تھیں اور تعطیلات کے بعد عدالتیں 17.1.1973 پر دوبارہ کھل گئیں۔ہمارے لیے دوسرے سوال کا جائزہ لینا بھی ضروری نہیں ہے کہ آیا پونگل کی تعطیلات کے بعد عدالتیں دوبارہ کھلنے کی تاریخ سے ایک دن پہلے مقدمات درج کرنے کے لیے رجسٹری کو دوبارہ کھولنے کے بارے میں آندھرا پردیش کی دیوانی عدالتوں میں کوئی عمل تھا یا نہیں۔ہم اس سوال کو کھلا رکھتے ہیں۔

اپیل کنندہ کے لیے فاضل وکیل کے جمع کرانے کا دوسرا حصہ حد بندی ایکٹ 1963 کا آرٹیکل 96 ہے۔ مذکورہ شق درج ذیل ہے۔

دعویٰ کی تفصیل	مدت	وہ وقت جس سے مخلوقات کو چلنا ہے۔
96. کسی ہندو مسلم یا بدھ مت کے مذہبی یا خیراتی اوقاف کے مینیجر کی طرف سے اوقاف میں سمجھوتہ شدہ منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کے قبضے کی وصولی کے لیے جسے پچھلے مینیجر نے قابل قدر غور کے لیے منتقل کیا ہے۔	بارہ سال	انتقال کرنے والے کے استعفیٰ یا ہٹانے کی تاریخ یا مدعی کی بطور اوقاف کے مینیجر کی تقرری کی تاریخ جو بھی بعد میں ہو۔

یہ فوری طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ 12 سال کی مدت موت کے استعفے یا منتقلی کرنے والے کو ہٹانے یا مدعی کو اوقاف کے مینیجر کے طور پر تقرری کی تاریخ سے دستیاب ہوسکتی ہے، جو بھی بعد میں مدعی کو پچھلے مینیجر کی طرف سے قیمتی غور کے لیے علیحدگی کو چیلنج کرتا ہے۔ اپیل کنندہ کے فاضل وکیل صحیح تھے جب انہوں نے دعویٰ کیا کہ موجودہ اپیل کنندہ بورڈ اس وقت تشکیل پایا جب بورڈ ریاست آندھرا پردیش میں 4.3.1961 پر وجود میں آیا۔ یہاں تک کہ اگر وہ ایسا ہی ہے، اور اس تاریخ سے 12 سال کی مدت شمار کی جاتی ہے، تو مقدمے کی نوعیت ایسی ہونی چاہیے کہ مدعی کو اس میں پچھلے منیجر جیسے متوالی یا سجادانشین کی طرف سے الگ کی گئی جائیداد پر قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جہاں تک غوس صاحب کا تعلق ہے، وہ کبھی بھی مسجد کے سابقہ مینیجر نہیں تھے۔ وہ محض ایک پیسہ امام تھا جسے سابقہ مینیجر نہیں سمجھا جاسکتا تھا۔ لہذا 1952 میں ان کی طرف سے علیحدگی کو مسجد کے سابق مینیجر کی طرف سے قیمتی غور وفکر کے لیے علیحدگی نہیں کہا جاسکتا۔ لہذا، حد بندی ایکٹ، 1963 کا آرٹیکل 96 بھی اپیل کنندہ کے فاضل وکیل کے لیے کسی طرح کی مدد نہیں کرسکتا۔ اس سلسلے میں ہماری توجہ مدعا علیہ کی طرف سے سابقہ حد بندی ایکٹ 1908 کے آرٹیکل 134 – بی کی طرف مبذول فاضل وکیل نے مبذول کرائی، جو کہ درج ذیل ہے۔

دعویٰ کی تفصیل	مدت	وہ وقت جس سے مخلوقات کو چلنا ہے۔
134. بی۔ ہندو محمڈن یا بدھسٹ مذہبی یا خیراتی اوقاف کے مینیجر کی طرف سے وقف میں شامل غیر منقولہ جائیداد کے قبضے کی وصولی کے لیے جسے ایک سابقہ مینیجر نے قابل قدر غور کے لیے منتقل کیا ہے۔	بارہ سال	انتقال کرنے والے کا استعفیٰ یا ہٹانا

مذکورہ شق موجودہ ایکٹ کے آرٹیکل 96 کے ساتھ معمولی ترمیم کے ساتھ متوازی مواد میں بھی ہے، فرق یہ ہے کہ یہ حد بھی پرانے منیجر کی جگہ نئے منیجر کی تقرری کی تاریخ سے شروع ہوسکتی ہے لیکن پھر بھی ان دونوں آرٹیکلز کی ضرورت یہ ہے کہ اعتراض شدہ علیحدگی کو پچھلے منیجر کے ذریعے نافذ کیا جانا چاہیے۔ جیسا کہ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ گھوش صاحب پچھلے مینیجر نہیں تھے اور وہ صرف ایک پیسہ امام تھے۔ نہ تو پرانے ایکٹ کا آرٹیکل 134 – بی اور نہ ہی حد بندی ایکٹ 1963 کا آرٹیکل 96 اپیل کنندہ کے ماہر وکیل کے لیے کوئی مدد کرسکتا ہے۔ یہ وہ دو توضیعات جن پر ٹرائل کورٹ نے مقدمے کو محدود مدت کے اندر منعقد کرنے کے لیے انحصار کیا تھا۔ ان دونوں توضیعات

عدالت عالیہ نے قابل اطلاق نہیں پایا۔ عدالت عالیہ کا یہ نظریہ اچھی طرح سے برقرار ہے جیسا کہ ہم پہلے ہی بحث کر چکے ہیں۔ ناگزیر نتیجہ یہ ہے کہ اپیل کنندہ کی طرف سے دائر کیے گئے مقدمے کو حد سے روک دیا جانا چاہیے۔

اپیل کنندہ کے ماہر وکیل نے وقف ایکٹ 1954 کی دفعہ 66-جی کی طرف ہماری توجہ مبذول کروا کر صورتحال کو بچانے کی کوشش کی۔ مذکورہ توضیعات ذیل میں پڑھا گیا ہے۔

"66-جی۔ وقف جائیدادوں کی وصولی کے لیے حد کی مدت تیس سال ہونی چاہیے۔ حد بندی ایکٹ 1963 (1963 کا 36) میں کسی بھی چیز کے باوجود، کسی بھی وکف میں شامل غیر منقولہ جائیداد کے قبضے یا اس طرح کی جائیداد میں کسی بھی مفاد کے قبضے کے لیے کسی بھی مقدمے کے لیے حد بندی کی مدت تیس سال کی مدت ہوگی اور ایسی مدت اس وقت چلنا شروع ہو جائے گی جب مدعا علیہ کا قبضہ مدعی کے خلاف ہو جائے گا۔

مذکورہ ایکٹ پر محض ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ دفعات 66-ڈی سے 66-ایچ کو 1984 کے ایکٹ 69 میں ترمیم کر کے وقف ایکٹ 1954 کے قانون پر لایا گیا تھا۔ چونکہ موجودہ مقدمہ 1973 میں دائر کیا گیا تھا اس لیے مذکورہ شق اپیل گزار کو حد کی مدت میں توسیع حاصل کرنے کے لیے دستیاب نہیں تھی۔ نتیجتا، یہ دفعہ بھی اپیل کنندہ کے ماہر وکیل کے لیے کوئی فائدہ مند نہیں ہوسکتا۔

تاہم، معاملے کے ایک پہلو پر توجہ دینا ضروری ہے۔ کئی سال پہلے اس عدالت نے یہ دیکھنے کی کوشش کی تھی کہ فریقین نے تنازعہ کو خوش اسلوبی سے حل کیا۔ جسٹس کلدیپ سنگھ اور جسٹس ایس پی بھروچا پر مشتمل اس عدالت کے بنچ نے 30.9.1993 کے حکم کے ذریعے نوٹ کیا کہ تنازعہ کے بندوبست کا امکان ہے۔ اگرچہ کوششیں کی گئیں لیکن معاملہ حل نہیں ہوسکا اور اس طرح یہ آج ہمارے سامنے حتمی سماعت تک پہنچ گیا۔ تاہم، یہ بات قابل ذکر ہے کہ عباس علی خان مسجد، نیلور کے صدر کی طرف سے اپیل کنندہ کے ماہر وکیل کو لکھے گئے 14.10.1993 کے خط کے ذریعے، یہ ان کے نوٹس میں لایا گیا تھا کہ مدعا علیہ کی طرف سے معاملے کو حل کرنے کے لیے 3 لاکھ روپے کی رقم کی پیشکش کی جا رہی تھی لیکن بندوبست نہیں ہوا۔ اس لیے ہم نے مدعا علیہ کے فاضل وکیل کو مشورہ دیا کہ اگر مقدمہ حد بندی کی تکنیکی بنیاد پر بھی خارج کیا جائے تو مدعا علیہ کم از کم ایک لاکھ روپے عطیہ کرنے کے لیے کافی شائستہ ہوسکتا ہے۔ اپنی خیر سگالی ظاہر کرنے کے لیے زیر بحث مسجد کو۔ مدعا علیہ کے لیے فاضل وکیل ہماری تجویز کو قبول کرنے کے لیے کافی اچھے تھے اور مدعا علیہ کی جانب سے شائستگی سے اتفاق کیا کہ قصبے میں خیر سگالی کے ذریعے اس اپیل کے نتیجے سے قطع نظر، مدعا علیہ مسجد کو 5 لاکھ روپے ادا کرے گا۔ 3 لاکھ روپے کی تین مساوی قسطوں کے ذریعے 1 لاکھ روپے ہر ایک چھ ماہ کے اختتام پر قابل ادائیگی ہے۔ وہ یہ تجویز کرنے کے لیے کافی اچھے رہے ہیں کہ مدعا علیہ مسجد کو 1 لاکھ روپے 31.12.1999 پر یا اس سے پہلے اور 1 لاکھ روپے کی دیگر دو اقساط بالترتیب 30.6.2000 اور 31.12.2000 پر یا اس سے پہلے ادا کرے گا۔ اس طرح اگلے سال کے آخر تک زیر بحث مسجد کو مدعا علیہ کی طرف سے خیر سگالی کے اشارے کے طور پر کل 3 لاکھ روپے ملیں گے۔ ہم مدعا علیہ کی جانب سے فاضل وکیل کے ذریعے دکھائے گئے خیر سگالی کے اس اشارے کی تعریف کرتے ہیں یہاں تک کہ جب مدعا علیہ اس اپیل میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس کے مطابق حکم دیا جاتا ہے۔ یہ سمت تیار کیے جانے والے فرمان کا حصہ بنے گی۔ مدعا علیہ کو مذکورہ ہدایت کے تابع اپیل مسترد ہو جائے گی۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

ایم۔پی۔

اپیل مسترد کردی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.10.09 17:20
I am the author of this document